اکائی I
باب 1

5268CH01

آبادی
تقسیم، کثافت، افزائش اور ساخت

لوگ کسی ملک کا نہایت اہم حصہ ہوتے ہیں۔ ہندوستان اپنی 1,210 کروڑ کی کل آبادی (2011) کے ساتھ چین کے بعد دنیا میں دوسرا سب سے گھنا بسا ہوا ملک ہے۔ ہندوستان کی آبادی شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا کی مجموعی آبادی سے زیادہ ہے۔ اکثر و بیشتر کہا جاتا ہے کہ اتنی بڑی آبادی یقینی طور پر اس کے محدود وسائل پر دباؤ ڈالتی ہے اور ملک میں مختلف سماجی اور معاشی مسائل کے لیے ذمے دار ہوتی ہے۔

ہندوستان کا خیال آتے ہی آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ کیا یہ محض ایک خطہ ہے؟ کیا یہ لوگوں کے آپسی تعلق کو ظاہر کرتا ہے؟ کیا یہ مخصوص نظام کے تحت رہ رہے لوگوں سے بسا ہوا ایک خطہ ہے؟

اس سبق میں، ہم ہندوستان کی آبادی کی تقسیم، کثافت، افزائش اور ساخت پر بحث کریں گے۔

آبادی کے اعداد و شمار کے ذرائع

ہمارے ملک میں آبادی کے اعداد و شمار ہر دس سال کے بعد مردم شماری کے ذریعے اکٹھا کیے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں پہلی مردم شماری 1872 میں ہوئی تھی، لیکن پہلی مکمل مردم شماری 1881 میں ہوئی تھی۔

آبادی کی تقسیم (Distribution of Population)

شکل 1.1 کا جائزہ لیجیے اور اس پر دکھائے گئے تقسیم آبادی کی علاقائی ترتیب کو بیان کرنے کی کوشش کیجیے۔ شکل سے یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کی تقسیم آبادی کی ترتیب غیر مساوی ہے۔ ملک میں صوبوں اور مرکزی علاقوں کا آبادی میں فی صد حصہ (ضمیمہ-i) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اتر پردیش کی آبادی سب سے زیادہ ہے اور اس کے بعد مہاراشٹر، بہار، مغربی بنگال اور آندھرا پردیش کا مقام ہے۔

سرگرمی

ضمیمہ (i) میں دیے گئے اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کی ریاستوں اور مرکزی علاقوں کو ان کے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے ترتیب دیجیے اور پتہ لگایئے:

© NCERT not to be republished
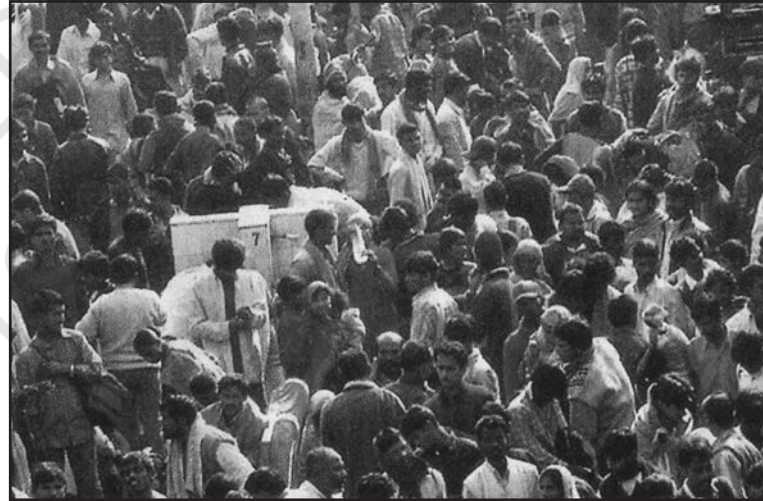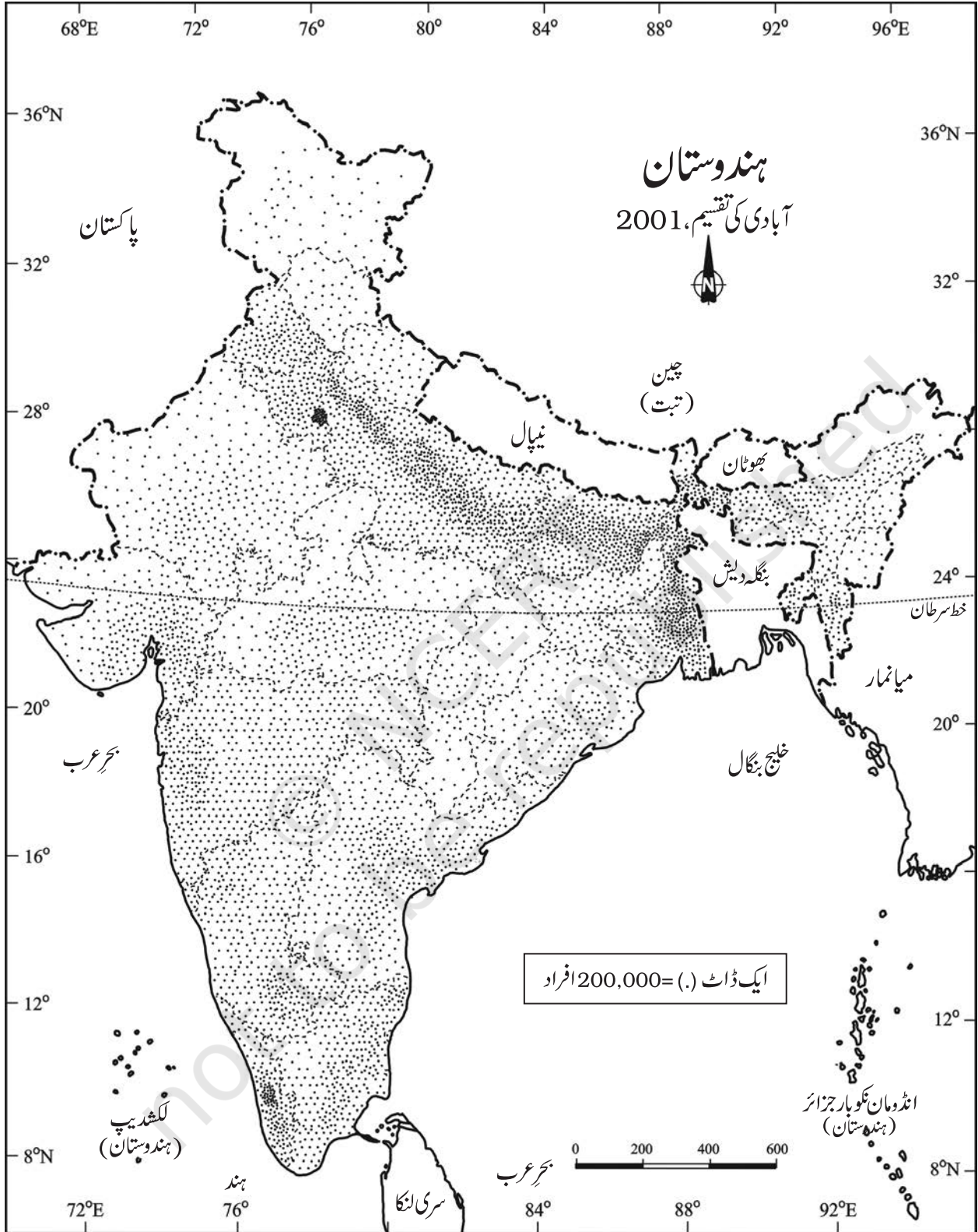
شکل 1.1 : ہندوستان — آبادی کی تقسیم

زیادہ رقبہ اور بڑی آبادی والے صوبے/مرکزی علاقے

بڑے رقبہ لیکن کم آبادی والے صوبے/مرکزی علاقے

کم رقبہ لیکن بڑی آبادی والے صوبے/مرکزی علاقے

جدول (ضمیمہ- iA) سے ظاہر ہے کہ اتر پردیش، مہاراشٹر، بہار، مغربی بنگال، آندھرا پردیش کے ساتھ تمل ناڈو، مدھیہ پردیش، راجستھان، کرناٹک اور گجرات کی مجموعی آبادی ملک کی کل آبادی کا 76 فی صد ہے۔ دوسری طرف جموں وکشمیر (1.04%)، اروناچل پردیش (0.11%) اور اترانچل (0.84%) جیسے صوبوں کی آبادی ان کے خاصہ بڑے جغرافیائی رقبے کے باوجود بہت کم ہے۔

ہندوستان میں غیر مساوی تقسیم آبادی اس بات کا مظہر ہے کہ آبادی، طبعی، سماجی ومعاشی اور تاریخی عوامل کا آپس میں ایک گہرا تعلق ہے۔ جہاں تک طبعی عوامل کا تعلق ہے، یہ ظاہر ہے کہ آب وہوا کے ساتھ زمین کی بناوٹ اور پانی کی فراہمی خاص طور پر تقسیم آبادی پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ نتیجتاً ہم دیکھتے ہیں کہ شمالی ہندوستان کے میدانوں، ڈیلٹا اور ساحلی میدانوں میں آبادی کی کثافت، جنوبی اور وسطی ہندوستان کے صوبوں کے اندرونی اضلاع، ہمالیہ، بعض شمالی مشرقی اور مغربی ہندوستانی ریاستوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ تاہم سنچائی کی سہولیت (راجستھان)، معدنیات اور توانائی کے وسائل کی فراہمی (جھارکھنڈ) اور نقل وحمل کی بہتر سہولیات (دکنی ریاستیں)، کی وجہ سے ان علاقوں میں جہاں پہلے بہت کم آبادی تھی آج وہاں آبادی کی کثافت میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

تقسیم آبادی کے سماجی، معاشی اور تاریخی وجوہات میں استقلالی زراعت کی شروعات اور زراعت کا فروغ؛ انسانی بستیوں کی اشکال، نقل وحمل کی سہولیات؛ صنعت کاری اور شہر کاری میں فروغ اہم ہیں۔ ایسا دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان کے سیلابی میدان اور ساحلی علاقے ہمیشہ ہی گھنی آبادی والے علاقے رہے ہیں۔ اگر چہ ان صوبوں میں زمین اور پانی جیسے قدرتی وسائل کے بے جا استعمال کی وجہ سے ان کے معیار میں گراوٹ آئی ہے۔ پھر بھی انسانی بستیوں کی ابتدائی تاریخ اور نقل وحمل کی ترقی کی وجہ سے آبادی کا گھنا پن برقرار ہے۔ دوسری طرف دلی، ممبئی، کولکاتہ، بنگالورو، پونہ، احمد آباد، چینئی اور جے پور کے شہری علاقوں میں آبادی کا جماؤ زیادہ ہونے کی وجوہات صنعتی ترقی اور شہر کاری ہیں جو بڑی تعداد میں لوگوں کو گاؤں سے شہر کی طرف نقلِ مکانی کے لیے راغب کرتے ہیں۔

آبادی کی کثافت (Density of Population)

آبادی کی کثافت کو فی اکائی رقبے میں انسانوں کی تعداد کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ زمین کے تعلق سے آبادی کی علاقائی تقسیم کو بہتر طور پر سمجھنے میں معاون ہوتی ہے۔ ہندوستان کی آبادی کی کثافت (2001) کا اوسط 313 افراد فی مربع کلومیٹر ہے جو کہ ایشیا کے سب سے گھنے بسے ممالک بنگلہ دیش (849 افراد) اور جاپان (334 افراد) کے بعد تیسرے درجہ پر ہے۔ 1951 میں آبادی کی کثافت 117 افراد فی مربع کلومیٹر سے بڑھ کر 2001 میں 313 افراد فی مربع کلومیٹر ہوگئی یعنی تقریباً پچھلے 50 سالوں میں آبادی کی کثافت میں تقریباً 200 افراد فی مربع کلومیٹر کا اضافہ ہے۔

ضمیمہ (i) میں دیئے گئے اعداد وشمار ملک میں آبادی کی کثافت کے علاقائی تغیر کو ظاہر کرتے ہیں، جو اروناچل پردیش میں سب سے کم 17 افراد فی مربع کلومیٹر سے لے کر دہلی کے قومی دارالحکومت علاقہ میں 11,297 افراد فی مربع کلومیٹر تک ہے۔ شمالی ہندوستان کے صوبوں مغربی بنگال (1029)، بہار (1102) اور اتر پردیش (829) میں آبادی کی کثافت سب سے زیادہ ہے جب کہ ہندوستان کے ساحلی صوبوں میں کیرالا (859) اور تمل ناڈو (555) میں آبادی کی کثافت زیادہ پائی جاتی ہے۔ آسام، گجرات، آندھرا پردیش، ہریانہ، جھارکھنڈ اور اڑیسہ جیسی ریاستوں میں اوسط درجہ کی کثافت پائی جاتی ہے۔ ہمالیہ کے پہاڑی صوبوں اور شمال مشرقی ریاستوں (آسام کے علاوہ) میں آبادی کی کثافت نسبتاً کم ہے۔ جب کہ انڈمان اور نکوبار جزائر کو چھوڑ کر سبھی مرکزی ریاستوں میں آبادی کی کثافت زیادہ ہے (ضمیمہ-1)۔

آبادی کی کثافت جیسا کہ پہلے بیان کیا چکا ہے کسی ملک کی آبادی اور

© NCERT not to be republished

شکل 1.2 : ہندوستان— آبادی کی کثافت

2019-20

اس ملک کے کل رقبہ کے تناسب کو ظاہر کرتی ہے جو کہ ایک خام پیمانہ ہے۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں آبادی کا ایک بڑا حصہ زراعت پر منحصر ہے عضویاتی (Physiological) اور زراعتی (Agricultural) کثافت مجموعی انسانی آبادی اور زمینی تناسب کو معلوم کرنے کا زیادہ بہتر طریقہ ہے۔

عضویاتی کثافت = مجموعی آبادی / خالص پیداوار کا رقبہ
زراعتی کثافت = مجموعی زراعتی آبادی / خالص پیداوار کا رقبہ
زرعی آبادی میں کسان اور زراعتی مزدور اور ان کے اہل خانہ شامل ہیں۔

سرگرمی

ضمیمہ (i) میں دیے گئے اعداد و شمار کی مدد سے ہندوستان کی ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی عضویاتی اور زراعتی کثافت معلوم کیجیے۔ ان کا آبادی کی کثافت سے موازنہ کیجیے اور دیکھیے کہ ان کے درمیان کیا فرق ہے؟

افزائش آبادی (Growth of Population)

کسی علاقے میں مخصوص مدت میں باشندوں کی تعداد میں تبدیلی کو افزائش آبادی کہتے ہیں۔ اس کی شرح کو فی صد میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ افزائش آبادی کے دو اہم جز ہوتے ہیں۔ قدرتی اور ترغیبی۔ قدرتی افزائش کا تعین خام شرح پیدائش اور شرح اموات سے کیا جاتا ہے۔ ترغیبی اجزا کا تعین علاقے میں رہنے والے لوگوں کے اندرونی و بیرونی نقل مکانی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ تاہم اس سبق میں ہم صرف ہندوستان کی قدرتی افزائش آبادی کا مطالعہ کریں گے۔

ہندوستان میں افزائش آبادی کی دس سالہ اور سالانہ دونوں شرحیں بہت زیادہ ہیں اور جو وقت کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہندوستان کی سالانہ شرح افزائش 2.4 فی صد ہے۔ افزائش کی اس شرح سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگلے 36 سالوں میں ملک کی آبادی دوگنی ہو جائے گی یہاں تک کہ چین کی آبادی کو پیچھے چھوڑ دے گی۔

آبادی کے دوگنا ہونے کی مدت

آبادی کے دوگنا ہونے کی مدت سے مراد موجودہ سالانہ شرح افزائش سے کسی بھی آبادی کے دوگنا ہونے میں لگنے والا وقت ہے۔

جدول 1.1 : ہندوستان کی دس سالہ شرح افزائش، 1901-2011

مردم شماری سال	کل آبادی	شرح افزائش*	
		حقیقی تعداد	فی صد افزائش
1901	238396327	------------	------------
1911	252093390	(+) 13697063	(+) 5.75
1921	251321213	(-) 772117	(-) 0.31
1931	278977238	(+) 27656025	(+) 11.60
1941	318660580	(+) 39683342	(+) 14.22
1951	361088090	(+) 42420485	(+) 13.31
1961	439234771	(+) 77682873	(+) 21.51
1971	548159652	(+) 108924881	(+) 24.80
1981	683329097	(+) 135169445	(+) 24.66
1991	846302688	(+) 162973591	(+) 23.85
2001	1028610328	(+) 182307640	(+) 21.54
2011**	1210193422	(+) 181583094	(+) 17.64

*دس سالہ شرح افزائش : $g = \frac{p_2 - p_1}{p_1} \times 100$

جہاں P_1 = ابتدائی سال کی آبادی

P_2 = موجودہ سال کی آبادی

** ماخذ: ہندوستان کی مردم شماری، 2011 (عارضی)

© NCERT not to be republished
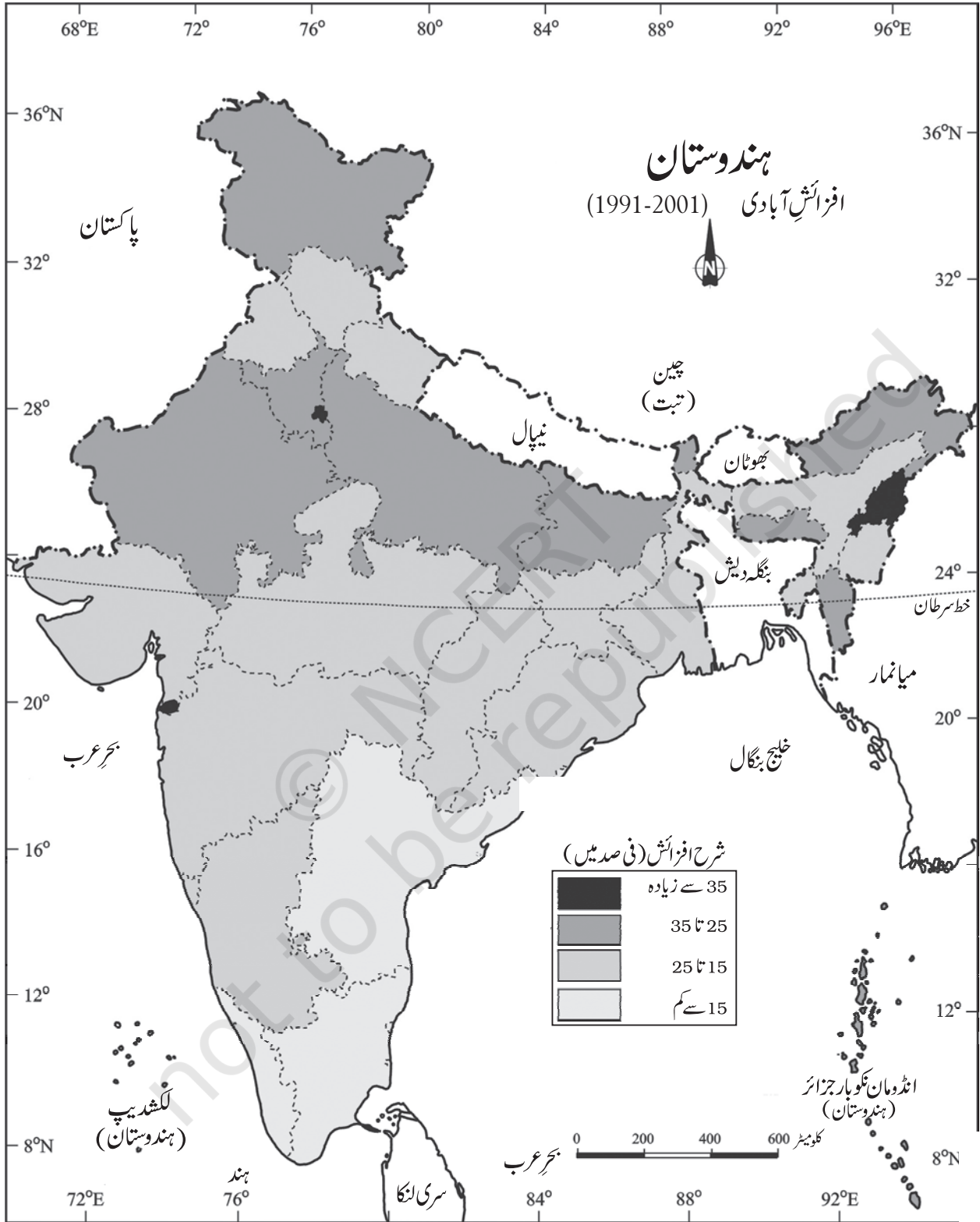
شکل 1.3 : ہندوستان — افزائشِ آبادی

2019-20

پچھلی صدی میں ہندوستان کی آبادی میں اضافہ سالانہ شرح پیدائش، شرح اموات اور شرح نقل مکانی کی وجہ سے ہوئی ہے اسی لیے یہ افزائش مختلف رجحانات کو ظاہر کرتی ہے۔ اس دوران افزائش آبادی کے چار مرحلوں کی شناخت کی گئی ہے:

پہلا مرحلہ : 1901 سے 1921 کے عرصہ کو ہندوستان کی آبادی کے جمود کے دور کے طور پر جانا جاتا ہے کیوں کہ اس دوران شرح افزائش بہت کم تھی۔ یہاں تک کہ 1911-1921 کے درمیان منفی شرح افزائش درج کی گئی تھی۔ شرح پیدائش اور شرح اموات دونوں زیادہ تھیں جس کی وجہ سے شرح افزائش کم رہی۔ (ضمیمہ-iii)۔ خراب صحت، اورنا کافی طبی سہولیات، لوگوں میں وسیع تر ناخواندگی، کھانے کی اشیا اور دوسری بنیادی سہولیات کے غیر مستعد نظام تقسیم اس دور میں موٹے طور پر زیادہ شرح پیدائش اور شرح اموات کے لیے ذمہ دار تھے۔

دوسرا مرحلہ : 1921-1951 کے مابین عرصے کو مستقل افزائش آبادی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ملک کے طول وعرض میں صحت اور صفائی کی وجہ سے شرح اموات میں کمی درج کی گئی۔ ساتھ ہی، بہتر نقل وحمل اور رسل ورسائل کے ذرائع کی وجہ سے نظام تقسیم میں سدھار ہوا۔ اس درمیان خام شرح پیدائش اونچی بنی رہی نتیجتاً پہلے مرحلہ کے مقابلے شرح افزائش زیادہ بنی رہی۔ 1920 کی دہائی کی معاشی گراوٹ اور دوسری جنگ عظیم کے پس منظر میں یہ شرح معنی رکھتی ہے۔

تیسرا مرحلہ : 1951-1981 کی دہائیوں کو ہندوستان میں آبادی کے دھماکہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ ملک میں شرح اموات میں تیز گراوٹ اور شرح پیدائش میں تیزی کی وجہ سے ہوا۔ اوسط سالانہ شرح افزائش 2.2 فی صد تک زیادہ رہی۔ آزادی کے بعد یہی وہ دور تھا جس میں ایک مرکزی منصوباتی عمل کے تحت ترقیاتی کاموں کی شروعات کی گئی۔ معیشت میں بہتری کے آثار مجموعی طور پر لوگوں کے بہتر رہن سہن کے ضامن تھے۔ نتیجتاً آبادی کی قدرتی افزائش زیادہ اور اضافی شرح افزائش بہت زیادہ درج کی گئی ان سب کے علاوہ تبتیوں، بنگلا دیشیوں، نیپالیوں کے بڑھتے بین الاقوامی نقل وطن اور یہاں تک کہ پاکستان سے آنے والے لوگوں نے بھی اونچی شرح افزائش میں اہم کردار ادا کیا۔

چوتھا مرحلہ : 1981 کے بعد سے موجودہ وقت تک ملک کی آبادی کی شرح افزائش اگر چہ اونچی بنی رہی، لیکن رفتہ رفتہ گھٹنے لگی (جدول 1.1)۔ اس طرح کی شرح افزائش کے لیے خام شرح پیدائش میں کمی کو ذمہ دار مانا جاتا ہے۔ جو کہ ملک میں شادی کی اوسط عمر میں اضافہ، بہتر معیار زندگی خاص کر تعلیم نسواں میں سدھار کی وجہ سے ممکن ہوئی ہے۔

ملک میں آبادی کی شرح افزائش ابھی بھی اونچی بنی ہوئی ہے اور عالمی ترقی رپورٹ کے اندازہ کے مطابق 2025 تک ہندوستان کی آبادی 135 کروڑ تک پہنچ جائے گی۔

اب تک کیا گیا تجزیہ اوسط شرح افزائش کو ظاہر کرتا ہے لیکن ملک کے ایک خطہ سے دوسرے خطہ میں شرح افزائش میں نمایاں فرق ہے جو کہ (ضمیمہ-iv) ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

افزائش آبادی کا علاقائی تغیر

(Regional Variation in Population Growth)

1991-2001 کے درمیان ہندوستان کی ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں آبادی کی شرح اضافہ میں بہت ہی نمایاں فرق ظاہر ہوتا ہے۔

2019-20

© NCERT not to be republished

کیرالا، کرناٹک، تمل ناڈو، آندھرا پردیش، اڈیشہ، پاڈیچیری اور گوا جیسی ریاستوں میں شرح افزائش کم پائی جاتی ہے جو کہ ایک دہائی میں 20 فی صدی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ کیرالا میں سب سے کم شرح اضافہ (9.4) درج کیا گیا جو کہ نہ صرف اس گروپ کی ریاستوں میں بلکہ پورے ملک میں بھی سب سے کم شرح افزائش درج کی گئی۔

ملک کی شمال مغربی، شمالی، اور شمالِ وسطی خطوں میں مغرب سے مشرق تک پھیلی ریاستوں کی ایک مسلسل پٹی میں جنوبی ریاستوں کے مقابلے اونچی شرح افزائش پائی جاتی ہے۔ اس پٹی کی ریاستوں جیسے گجرات، مہاراشٹر، راجستھان، پنجاب، ہریانہ، اتر پردیش، اترا کھنڈ، مدھیہ پردیش، سکم، آسام، مغربی بنگال، بہار، چھتیس گڑھ اور جھارکھنڈ میں اوسط شرح افزائش 20-25 فی صد کے درمیان بنی رہی۔

1991-2001 جیسی دہائی کے مقابلے میں 2001-2011 میں تقریباً تمام صوبوں اور مرکزی علاقوں میں شرح افزائش کم درج ہوئی ہے۔ 1991-2001 کے مقابلے میں 2001-2011 میں کثیر آبادی والی چھے ریاستوں اتر پردیش، مہاراشٹر، بہار، مغربی بنگال، آندھرا پردیش اور مدھیہ پردیش میں شرح افزائش میں گراوٹ نظر آئی ہے۔ اس گراوٹ میں سب سے زیادہ کمی آندھرا پردیش میں (3.5 فی صد پوائنٹ) اور سب سے زیادہ مہاراشٹر (6.7 فی صد پوائنٹ) میں واقع ہوئی۔ گذشتہ دہائیوں کے مقابلے 2001-2011 میں تمل ناڈو (3.9 فی صد پوائنٹ) اور پڈوچیری (7.1 فی صد پوائنٹ) میں معمولی اضافہ درج کیا گیا ہے۔

سرگرمی

ضمیمہ (i) اور (iA) میں دیے گئے اعداد وشمار کی مدد سے مختلف ریاستوں/ مرکزی اختیار والے علاقوں میں 1991-2001 اور 2001-2011 کے درمیان آبادی میں شرح افزائش کا موازنہ کیجیے۔

اپنی اپنی ریاست کے چنے ہوئے اضلاع کے کل مردوں اور عورتوں کی آبادی سے متعلق شرح افزائش کے اعداد وشمار کو لیجیے اور انھیں کمپوزٹ بار گراف (Composite Bar Graph) کی مدد سے ظاہر کیجیے۔

ہندوستان کی آبادی میں اضافہ کا اہم پہلو اس کے نوخیز جوانوں کا اضافہ ہے۔ دور حاضر میں نوخیز جوانوں یعنی 10-19 سال کے طبقہ کا آبادی میں حصہ تقریباً 22 فی صد (2001) ہے، جس میں 53 فی صدی لڑکے اور 47 فی صدی لڑکیاں شامل ہیں۔ نوخیز جوانوں کی آبادی اگرچہ نوجوان تصور کی جاتی ہے اور اہلیت سے پر سمجھی جاتی ہے لیکن اگر انھیں صحیح راستہ نہ دکھایا جائے تو یہ نوخیز سماج کے لیے مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ ان نوجوانوں کے تعلق سے سماج کے سامنے مختلف دشواریاں ہیں جن میں سے کچھ کم عمر میں شادی، ناخواندگی، خاص کر نسواں ناخواندگی، اسکول چھوڑ دینا، غذائیت کی کمی، چھوٹی عمر کی ماؤں کی اونچی شرح اموات، ایچ آئی وی/ ایڈس، جسمانی اور ذہنی معذوری نشیلی دواؤں کا استعمال، شراب نوشی اور کم عمر میں مجرمانہ حرکات وغیرہ شامل ہیں۔

ان حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کی سرکار نے نوخیز جوانوں کو مناسب تعلیم مہیّا کرانے کے لیے کچھ حکمتِ عملی مرتب کی ہیں تا کہ ان کی ذہانت کو اجاگر کر کے بہتر طور پر استعمال کیا جا سکے۔ قومی یوتھ پالیسی (National Youth Policy) ایک ایسی ہی مثال ہے جو ہمارے نوخیزوں اور نوجوانوں کی بہتری کے لیے تیار کی گئی ہے۔

قومی یوتھ پالیسی (NYP-2014) فروری 2014 میں شروع کی گئی تھی۔ اس میں ہندوستان کے نوجوانوں کے لیے ایک کلی بصیرت پر زور دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا ملک کے نوجوانوں کو بااختیار بنانا تا کہ وہ ساری بالقوہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں اور ہندوستان کو اس قابل بنا سکیں کہ وہ اقوام عالم کے درمیان اپنا مقام بنا سکے۔ اس قومی یوتھ پالیسی 2014 میں 15-29 سال کی عمر کے لوگوں کو یوتھ کی تعریف میں لایا گیا ہے۔

حکومت ہند نے 1915 میں مہارت کے فروغ اور کاراندازی (انٹرپریٹرشپ) کے لیے ایک قومی پالیسی بھی وضع کی ہے جس کا مقصد ملک

© NCERT not to be republished

میں چل رہی تمام مہارتی سرگرمیوں کے لیے ایک جامع سانچہ مہیا کرنا، ان کو مشترک معیاروں کی صف میں لانا اور مہارتوں کو طلب کے مراکز سے جوڑنا ہے۔

درج بالا مباحثہ سے ایسا لگتا ہے کہ ملک میں جگہ اور وقت کے تعلق سے آبادی کی شرح افزائش میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے اور جو افزائش آبادی سے متعلق مختلف سماجی مسائل کو اجاگر کرتا ہے۔ پھر بھی افزائش آبادی کی ترتیب کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آبادی کی سماجی ساخت پر غور کیا جائے۔

آبادی کی ساخت (Population Composition)

آبادی کی ساخت یا آبادیاتی تشکیل آبادیاتی جغرافیہ کا ایک اہم جز ہے جس میں عمر، صنف، جائے پیدائش، نسلی خصوصیات، قبائلی، زبان، مذہب، ازدواجی زندگی کی حیثیت، خواندگی، تعلیم اور پیشہ ورانہ خصوصیات وغیرہ کے بارے میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

دیہی ۔ شہری ساخت (Rural–Urban Composition)

جائے رہائش کے مطابق آبادی کی تشکیل، سماجی اور معاشی خصوصیات کا اہم اشارہ ہوتی ہے۔ جب کسی ملک کی کل آبادی کا 68.8 فی صدی حصہ گاؤں میں رہتا ہو تو اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے (2011)۔

سرگرمی

ضمیمہ (iv) اور iv A میں دیئے گئے اعداد و شمار کا موازنہ کرتے ہوئے ہندوستانی ریاستوں کی فی صد دیہی آبادی کا حساب لگایئے اور انھیں نقشہ سازی کے مطابق ہندوستان کے نقشے پر دکھایئے۔

کیا آپ جانتے ہیں 2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں کل 640,867 گاؤں ہیں جن میں سے 597,608 (93.2 فی صدی) آباد ہیں؟ پھر بھی پورے ملک میں دیہی آبادی کی تقسیم یکساں نہیں ہے۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ بہار اور سِکم جیسی ریاستوں میں دیہی آبادی کا فی صد بہت زیادہ ہے۔ گوا اور مہاراشٹرا جیسی ریاستوں میں کل آبادی کا آدھے سے کچھ زیادہ حصہ دیہاتوں میں بستا ہے۔

دوسری طرف دادرا اور نگر حویلی (53.38 فی صد) کو چھوڑ کر سبھی مرکزی ریاستوں میں دیہی آبادی کا حصہ بہت کم ہے۔ دیہاتوں کی جسامت آبادی میں بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان کی پہاڑی ریاستوں، مغربی راجستھان اور کچھ کے رن (میدان) میں یہ 200 افراد سے کم اور کیرالہ و مہاراشٹرا کے کچھ حصوں میں یہ 17 ہزار افراد تک پائی جاتی ہے۔ ہندوستان کی دیہی آبادی کے تقسیم کی ترتیب کا جائزہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ ریاستوں کے مابین اور ریاستوں کے اندر شہر کاری اور دیہی۔ شہری نقل مکانی کی وسعت دیہی آبادی کے ارتکاز کو متعین کرتا ہے۔

آپ نے دیکھا ہے کہ ہندوستان میں دیہی آبادی کے برخلاف شہری آبادی کا تناسب 31.16 فی صد ہے جو کافی کم ہے۔ تاہم پچھلی دہائیوں میں اس کی شرح کافی تیز رہی ہے۔ شہری آبادی کی شرح، معاشی ترقی، صحت اور حفظان صحت سے متعلق سہولیات کی اضافی فراہمی کی وجہ سے کافی تیز درج کی گئی ہے۔

مجموعی آبادی کی طرح شہری آبادی کی تقسیم بھی ملک میں یکساں نہیں ہے اور اس میں وسیع اختلافات پائے جاتے ہیں (ضمیمہ-iv)۔

سرگرمی

ضمیمہ (iv) اور iv A کے اعداد و شمار کا موازنہ کریئے اور شہری آبادی کے بہت زیادہ اور بہت کم تناسب والی ریاستوں اور مرکزی ریاستوں کی پہچان کیجیے۔

پھر بھی ایسا دیکھا گیا ہے کہ تقریباً سبھی ریاستوں اور مرکزی ریاستوں میں شہری آبادی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شہری علاقوں میں سماجی اور معاشی حالت میں سدھار ہوا ہے اور گاؤں سے شہروں کی طرف، ہجرت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ شمالی ہندوستان کے میدانوں میں اہم سڑکوں اور ریل راستوں سے منسلک شہری علاقوں، کولکاتہ، ممبئی، بنگلور، میسور، مدورئی، کوئمبٹور، احمد آباد، سورت، دہلی، کانپور اور لدھیانہ، جالندھر کے اطراف میں صنعتی علاقوں میں دیہی۔ شہری ہجرت میں نمایاں

© NCERT not to be republished

اضافہ ہوا ہے۔ زراعتی طور پر پچھڑے ہوئے درمیانی اور نچلی گنگا کے میدان، تیلنگانہ، غیر آب پاشی والے مغربی راجستھان، دور دراز کے پہاڑی علاقے وشمال مشرق کے قبائلی علاقے، جنوبی ہندوستان کے سیلاب زدہ علاقے اور مدھیہ پردیش کے مشرقی حصہ میں مدنیت کاری کی سطح کم ہے۔

لِسانی ساخت (Linguistic Composition)

ہندوستان مختلف زبانوں والا ملک ہے۔ گریرسن (Linguistic Survey of india 1903-1928) کے مطابق ہندوستان میں 179 زبانیں اور تقریباً 544 بولیاں ہیں۔ آج کے نئے ہندوستان میں 18 زبانیں **شیڈیولڈ** (1991 مردم شماری) اور بہت سی زبانیں غیر **شیڈیولڈ** ہیں۔

سرگرمی

دیکھیے کہ دس روپے کے نوٹ پر کتنی زبانیں چھپی ہیں؟

شیڈیولڈ زبانوں میں ہندی بولنے والوں کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔ سنسکرت، بوڈو اور منی پوری بولنے والے سب سے کم ہیں (2011)۔ قابل غور پہلو یہ ہے کہ لسانی خطوں کی حدود یقینی اور واضح نہیں ہیں بلکہ وہ آہستہ آہستہ آپس میں ملے ہوئے علاقوں میں ضم ہو جاتی ہیں۔

لسانی درجہ بندی (Linguistic Classification)

اہم ہندوستانی زبانوں کو بولنے والے لوگ زبان کے چار کنبوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کے ذیلی خاندان، شاخیں یا گروپ ہیں۔ اسے جدول 1.2 سے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

مذہبی ساخت (Religious Composition)

ہندوستانیوں کی ثقافتی اور سیاسی زندگی پر اثر انداز ہونے والی طاقتوں میں

جدول 1.2 جدید ہندوستانی زبانوں کی درجہ بندی

خاندان	ذیلی خاندان	شاخ/گروپ	علاقے جہاں بولی جاتی ہیں
آسٹرک (نشادہ) 1.38 فی صد	آسٹرو-ایشیائی آسٹرو-نیشین	مون-کھمیر منڈا	میگھالیہ، نکوبار جزائر، مغربی بنگال، بہار، اُڑیسہ، آسام، مدھیہ پردیش، مہاراشٹرا بیرون ہند
دراوڑی (دراوڑ) 20 فی صد		جنوبی دراوڑی وسطی دراوڑی شمالی دراوڑی	تمل ناڈو، کرناٹک، کیرالہ آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش، اُڑیسہ، مہاراشٹرا بہار، اُڑیسہ، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش
سائنو-تبتّی (کیراٹہ) 0.85 فی صد	تبتو-میانماری سامی چینی	تبتو-ہمالیائی شمالی آسام آسام-میانماری	جموں وکشمیر، ہماچل پردیش، سکم اروناچل پردیش آسام، ناگالینڈ، منی پور، میزورم، تری پورہ، میگھالیہ
ہندیورپی (آریائی) 73 فی صد	ہند آریائی	ایرانی ڈارڈک ہند آریائی	بیرون ہند جموں وکشمیر جموں وکشمیر، پنجاب، ہماچل پردیش، اُتر پردیش، راجستھان، ہریانہ، مدھیہ پردیش، بہار، اُڑیسہ، مغربی بنگال، آسام، گجرات، مہاراشٹر، گوا

ماخذ : احمد، اے۔ (1999) : Social Geography، راوت پبلی کیشن، نئی دھلی

© NCERT not to be republished

2019-20

مذہب سب سے اہم ہے۔ چونکہ مذہب سبھی کی گھریلو اور سماجی زندگی کے تقریباً ہر پہلو میں اپنی موجودگی کا احساس دلاتا ہے لہٰذا مذہب کی ساخت کا تفصیلی مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

ملک میں مذہبی فرقوں کی مکانی تقسیم (ضمیمہ۔v) سے ظاہر ہے کہ کچھ ریاستوں اور اضلاع میں ایک مذہب کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے جبکہ اسی کی تعداد دوسری ریاستوں میں نہیں کے برابر ہے۔

ہند بنگلہ دیش اور ہندوپاک کے سرحدی علاقوں، جموں وکشمیر، شمال مشرق کی پہاڑی ریاستوں اور دکن کے پٹھار کے کچھ پھیلے علاقوں اور گنگا کے میدان کے چُنندہ علاقوں کو چھوڑ کر ہندو بہت سی ریاستوں میں ایک بڑے گروہ کی شکل میں پھیلے ہوئے (90-70 فی صد اور اس سے زیادہ) ہیں۔

مسلمان، جو کہ سب سے بڑی مذہبی اقلیت ہیں، جموں وکشمیر، مغربی بنگال کے کچھ اضلاع اور کیرالا، اتر پردیش کے کئی اضلاع، دلی اور اس کے نواح اور لکش دیپ میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ وادی کشمیر اور لکشدیپ میں یہ اکثریت میں ہیں۔

سرگرمی

جدول 1.2 کو دیکھیے اور ہر لسانی طبقے کا حصہ دکھاتے ہوئے ہندوستان کی زبانی ساخت کا ایک پائی ڈائیگرام تیار کیجیے۔

یا

کیفیتی اشاروں (qualitative symbol) کی مدد سے ہندوستان کے مختلف لسانی گروہوں کی تقسیم کو نقشے پر دکھایئے۔

عیسائی آبادی زیادہ تر ملک کے دیہی علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان کے مخصوص علاقوں میں مغربی ساحل پر گوا اور کیرالا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ میگھالیہ، میزورم اور ناگالینڈ کی پہاڑی ریاستیں، چھوٹا ناگپور اور منی پور کی پہاڑیوں میں بھی عیسائی آبادی پائی جاتی ہے۔

زیادہ تر سکھ آبادی ملک کے نسبتاً چھوٹے علاقے، خاص کر پنجاب، ہریانہ اور دہلی میں ہی ہے۔

جدول 1.3 ہندوستان کے مذہبی فرقے 2011

مذہبی گروہ	2011	
	آبادی (ملین میں)	کل آبادی کا فی صد
ہندو	966.3	79.8
مسلم	172.2	14.2
عیسائی	27.8	2.3
سکھ	20.8	1.7
بودھ	8.4	0.4
جین	7.9	0.7
دیگر	2.9	0.2

ماخذ: ہندوستانی مردم شماری 2011 کے لیے ضمیمہ V-B دیکھیے۔

ہندوستان کے سب سے چھوٹے مذہبی فرقے جین اور بودھ ملک کے گنے چنے حصوں میں ہی ہیں۔ جین فرقے کے لوگ خاص کر راجستھان کے شہری علاقوں، گجرات اور مہاراشٹر میں ہی رہتے ہیں جب کہ زیادہ تر بودھ مہاراشٹر میں آباد ہیں۔ سکم، اروناچل پردیش، جموں وکشمیر میں لداخ، تریپورا، اور ہماچل پردیش میں لاہل اور سپیتی میں، بودھ اکثریت والے دیگر علاقے ہیں۔

مذہب اور خشکی کے مناظر

خشکی کے مناظر پر مذاہب کا سطحی اظہار متبرک عمارتوں قبرستانوں، نباتات اور حیوانات کی اجتماعیت اور مذہبی مقاصد کے لیے پیڑوں کے جُھرمٹ کی شکل میں ہے۔ متبرک عمارتیں اور مقامات سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ گاؤں کے گم نام مزار سے لے کر عظیم ہندو مندروں، یادگار مساجد یا خوبصورت نقاشی سے مزئین گرجا گھر تک ہوسکتے ہیں۔ یہ مندر، مساجد، گرودوارے اور گرجا گھر جسامت، شکل، جگہ، استعمال اور تعداد میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

2019-20

© NCERT not to be republished

ہندوستان کے دیگر مذاہب میں پارسی، قبائلی اور دیگر مقامی عقائد شامل ہیں۔ یہ طبقے چھوٹے گروہوں کی شکل میں تمام ملک میں بکھرے ہوئے ہیں۔

کارکن آبادی کی ساخت

(Composition of Working Population)

معاشی حیثیت کے اعتبار سے ہندوستان کی آبادی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن کے نام ہیں: اصل کامگار، حاشیہ بردار کامگار اور غیر کامگار۔

مردم شماری کی معیاری تعریف

اصل کامگار (Main Worker) وہ ہے جو پورے سال میں کم از کم 183 دن کام کرتا ہو۔

حاشیہ بردار کامگار (Marginal Worker) وہ ہے جو پورے سال میں 183 دن (یا چھ مہینے) سے کم کام کرتا ہو۔

ایسا دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان میں کل کامگاروں (خاص کامگار اور حاشیہ بردار کامگار) کی مجموعی تعداد صرف 39.8 فی صد (2011) ہے جب کہ 60 فی صد غیر کامگار (Non-Worker) ہیں۔ یہ ایک ایسی معاشی حالت کو اجاگر کرتا ہے جس میں آبادی کا بڑا حصہ دوسروں پر منحصر ہے۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد یا تو وقتی کارکناں کی ہے یا بے روزگار لوگوں کی ہے۔

کام کی شرح شمولیت سے کیا مراد ہے؟

ہندوستان کی ریاستوں اور مرکزی ریاستوں میں کام گاروں کی آبادی کے تناسب میں معمولی تغیر پایا جاتا ہے، یہ تغیر گوا میں تقریباً 39.6 فی صد سے دمن اور دیو میں تقریباً 49.9 فی صد تک ہے۔ ہماچل پردیش، سکم، چھتیس گڑھ، آندھرا پردیش، کرناٹک، اروناچل پردیش، ناگالینڈ، منی پور اور میگھالیہ میں کام گاروں کا فی صد دوسری ریاستوں سے نسبتاً زیادہ ہے۔ جب کہ مرکزی ریاستوں میں دادرا اور نگر حویلی، دمن اور دیو میں شرح شمولیت زیادہ ہے۔ عام طور پر ایسا تصور کیا جاتا ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں کم تر معاشی ترقی والے علاقوں میں کارکنوں کی شرح شمولیت زیادہ ہے کیونکہ بقا کے لیے معاشی سرگرمی کو برقرار رکھنے کے لیے زیادہ مزدوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔

پیشہ ورانہ تشکیل سے مراد کسی فرد کے زراعت، صنعت و تجارت یا کسی بھی قسم کی خدمات یا پیشہ ورانہ کام میں لگے ہونے سے ہے۔ ہندوستان کی پیشہ ورانہ تشکیل (باکس دیکھیں) ثانوی یا ثالثی شعبہ کے مقابلے میں ابتدائی شعبہ کے کام گاروں کے ایک بڑے تناسب کو ظاہر کرتی ہے۔ کل کام گاروں کی تعداد کا تقریباً 54.6 فی صد کسان اور جب کہ صرف 3.8% فی صد کام گار گھریلو صنعت میں لگے ہوئے ہیں اور 41.6 فی صد دوسرے کام گار ہیں جو دوسری غیر گھریلو صنعتوں، تجارت، تعمیر و مرمت اور دیگر دوسری خدمات میں مصروف ہیں۔ جہاں تک ملک میں مردوں اور عورتوں کے پیشے کا سوال ہے تینوں شعبوں میں مردوں کی تعداد عورتوں سے زیادہ ہے (جدول 1.4 شکل 1.4)۔

پیشے کے اعتبار سے کام گاروں کی درجہ بندی

2011 کی مردم شماری نے ہندوستان کی کام گار آبادی کو چار مخصوص حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ کسان یا کاشت کار
2۔ زراعتی مزدور
3۔ گھریلو صنعتی کامگار
4۔ دیگر کامگار

ابتدائی شعبہ میں عورتوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔ حال کے برسوں میں ثانوی اور ثالثی شعبوں میں بھی عورتوں کی حصہ داری میں کچھ بہتری ہوئی ہے۔

© NCERT not to be republished
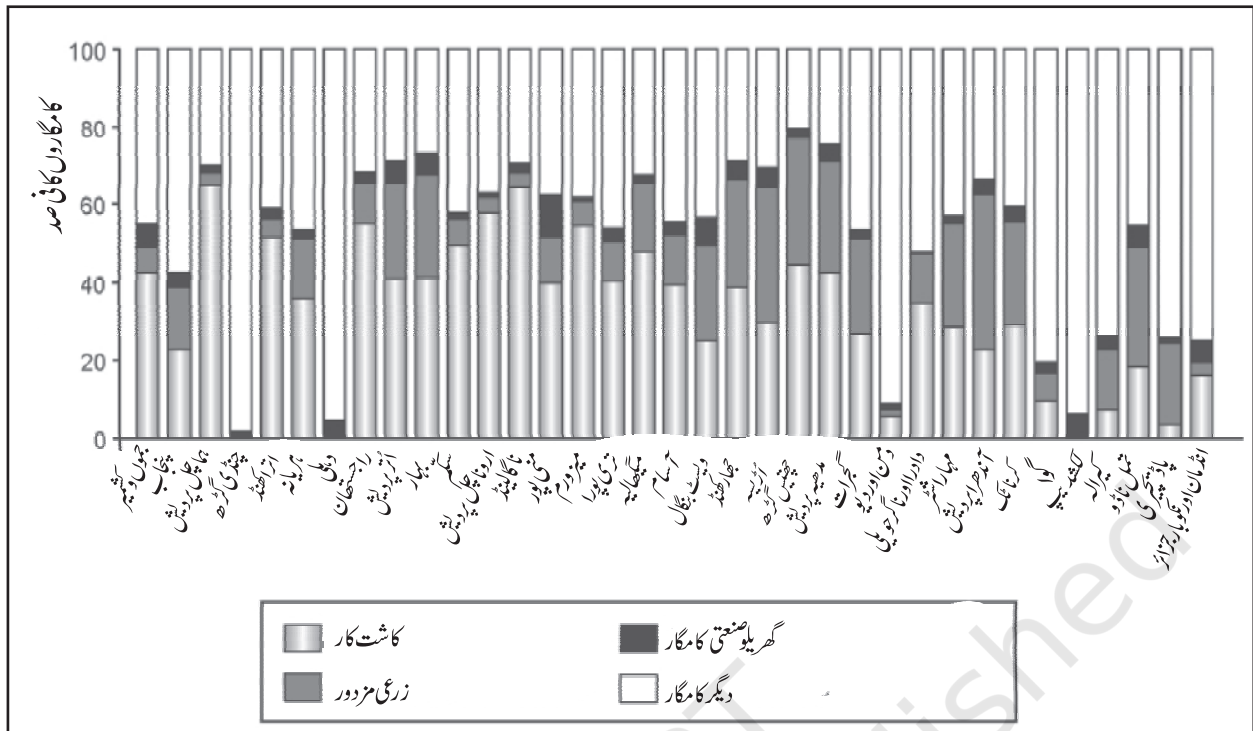
شکل 1.4 : ہندوستان — پیشہ وارانہ ساخت، 2011

Gender: India better than neighbours

TIMES INSIGHT GROUP

New Delhi: Women don't seem to be doing too badly in India, when we consider just South Asia. India's gender-related development index (GDI) rank is 96 out of 177 countries, one of the best in the region if we do not count Sri Lanka, way ahead at rank 68. But, as always, the ranking hides more than it reveals about gender equality.

While Sri Lanka soars ahead on most counts, when it comes to women's political participation, it is behind most countries in the region and so is India. Pakistan leads the way with 20.4%, highest percentage of women in Parliament. In Sri Lanka, the figure is 4.9% and in India 9.2%. Bangladesh too, is better off with 14.8% of seats in Parliament held by women.

If female life expectancy in

WOMEN ON TOP

Country	GDI Rank	Women at ministerial level %
India	96	3.4
Bangladesh	102	8.3
Pakistan	105	5.6
Nepal	106	7.4
Sri Lanka	68	10.3
China	64	6.3

India is 65.3, Bangladesh is not too far behind at 64.2 years. Sri Lanka is way ahead with a female life expectancy of 71.3 and its adult female literacy rate is almost double the Indian figure of 47.8%. India's only comfort is that it has better literacy rates than Pakistan and Nepal. In gross school enrolment of women too, India's percentage is just 58, same as Bangladesh. On most counts, including the GDI ranking China (rank 64) is far ahead of all the countries in South Asia.

The estimated earned income of women in India, $1,471 per capita in purchasing power parity (PPP) terms, might be high in the region, but again Sri Lankan women earn almost twice as much and Chinese women three times the amount.

Yet again, Bangladesh is close behind India with it's women earning $1,170, while in Pakistan and Nepal, they earn less than $1,000 per capita. Interestingly, when it comes to the proportion of females involved in economic activity, Sri Lanka and India are almost equally badly off - India's rate is 34% and Sri Lanka's is 35%. Here, Bangladesh does a lot better with 52.9% and Nepal with 49.7%. What is really revealing in terms of gender disparity is a comparison of the time spent by men and women on market-oriented activity as opposed to non-market activities, which would mean work that is not paid for. Women in India spend 35% of their time on market activity and the rest on non-market activity.

This figure in itself is not too shocking because there is a similar divide, and sometimes a sharper one, even in the developed countries, between time spent by women on market and non-market activities.

However, when we look a[t] the corresponding figure fo[r] men in India, it shows that they spend only 8% of their time on non-market activities...

چند ایسے معاملات کی شناخت کیجیے جن میں ہندوستان سب سے آگے ہے یا اپنے پڑوسی ملکوں سے پیچھے ہے؟

2019-20

'بیٹی بچاؤ- بیٹی پڑھاؤ' سماجی مہم کے ذریعہ صنفی حساسیت کو فروغ دینا

مرد، عورت، صنف ثالث (Transgender) میں سماج کی تقسیم کو فطری اور حیاتیاتی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ سماجی ترتیب ہے اور افراد کو عطا کردہ کردار میں جن کو سماجی ادارے تقویت پہنچاتے ہیں، نتیجتاً یہ حیاتیاتی اختلافات سماجی امتیازات، بھید بھاؤ اور علیحدگی کی اساس بن جاتے ہیں۔ تقریباً آدھی آبادی کی علیحدگی کسی بھی مہذب اور ترقی پذیر سماج کی ایک سنجیدہ معذوری ہے۔ یہ ایک عالمی چیلنج ہے جس کا اعتراف UNDP نے بھی کیا ہے۔

عمومی بھید بھاؤ اور خاص طور پر صنفی بھید بھاؤ تمام انسانیت کے خلاف ایک جرم ہے۔ تعلیم، روزگار، سیاسی نمائندگی، ایک ہی قسم کے کام کے لیے کم مزدوری اور ایک باوقار زندگی گذارنے کے استحقاق جیسے مواقع کی محرومی کو دور کرنے کی تمام کوششیں کرنی چاہئیں۔ جو سماج اس بات کو نظرانداز کرتا ہے اور اس طرح کے امتیازات کو دور کرنے کے لیے مؤثر اقدامات نہیں کرتا تو ایسے سماج کو مہذب مانا جا سکتا۔ حکومت ہند نے ایسے امتیازات ناخوشگوار اثرات کو محسوس کیا ہے اور ''بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ'' جیسی مہم کو شروع کیا ہے۔

سرگرمی

ایک ہندوستان کے لیے اور دوسرا اپنے صوبے کے لیے ایک کمپوزٹ بار گراف بنائیے اور اس میں مرد اور عورت کامگار جو زراعت، گھریلو صنعت اور دیگر شعبوں سے منسلک ہیں ان کے تناسب کو دکھائیے اور موازنہ بھی کیجیے

قابل غور بات یہ ہے کہ پچھلی کچھ دہائیوں میں ہندوستان میں زراعت کے شعبہ میں کارکنوں کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے (2001 میں 58.2% سے گھٹ کر 2011 میں 54.6%) اس کا اثر یہ ہوا کہ ثانوی اور ثالثی شعبوں کی شرح شراکت میں اضافہ ہوا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملک کے کارکنوں کا انحصار زراعت اور اس سے جڑے ہوئے کاموں سے ہٹ کر غیر زراعتی کاموں پر بڑھا ہے۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ شعبوں کے حوالہ سے ملک کی معیشت میں بھی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

ملک کے مختلف معاشی شعبوں کی شرح شرکت میں وسیع تر مکانی تغیر پایا جاتا ہے (ضمیمہ -V)۔ مثال کے طور پر ہماچل پردیش اور ناگالینڈ جیسی ریاستیں ہیں جہاں کاشتکاروں کی تعداد زیادہ ہے۔ جبکہ دوسری طرف آندھرا پردیش، اڑیسہ، جھارکھنڈ، مغربی بنگال اور مدھیہ پردیش میں زرعی مزدوروں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ دہلی، چنڈی گڑھ اور پانڈیچیری جیسے زیادہ شہری آبادی والے علاقوں میں دیگر خدمات میں لگے ہوئے کام گاروں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ نہ کی صرف زراعت کے لیے زمین کی کمی کی طرف اشارہ کرتا ہے بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ بڑے پیمانے پر شہر کاری اور صنعت کاری کی وجہ سے غیر زرعی شعبوں میں کامگاروں کی زیادہ ضرورت ہے۔

جدول 1.4 ہندوستان میں قوت عمل (Work Force) کی شعبہ جاتی تشکیل، 2011

درجات	کل آبادی			
	افراد	کل کامگاروں کا فی صد	مرد	عورتیں
ابتدائی	26,30,22,473	54.6	16,54,47,075	9,75,75,398
ثانوی	1,83,36,307	3.8	97,75,635	85,60,672
ثالثی	20,03,84,531	41.6	15,66,43,220	4,37,41,311

© NCERT not to be republished

2019-20

مشقیں

.1 مندرجہ ذیل سوالوں کے صحیح جواب منتخب کیجیے۔

(i) 2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان کی آبادی ہے:

(a) 1028 کروڑ (b) 3182 کروڑ

(c) 3287 کروڑ (d) 1210 کروڑ

(ii) مندرجہ ذیل میں ہندوستان کی کس ریاست میں آبادی کی کثافت سب سے زیادہ ہے؟

(a) مغربی بنگال (b) کیرالا

(c) اترپردیش (d) پنجاب

(iii) 2011 کی مردم شماری کے مطابق ذیل کی کس ریاست میں شہری آبادی کا تناسب سب سے زیادہ ہے؟

(a) تمل ناڈو (b) مہاراشٹر

(c) کیرالا (d) گوا

(iv) مندرجہ ذیل میں ہندوستان کا سب سے بڑا لسانی فرقہ کون سا ہے؟

(a) سائنو۔تبّتی (b) آسٹرک

(c) ہندآریائی (d) دراویڈی

.2 مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تقریباً 30 الفاظ میں لکھیے۔

(i) ہندوستان کے بہت گرم اور خشک اور بہت سرد اور نم علاقوں میں آبادی کی کثافت بہت کم ہے۔ اس بیان کی روشنی میں تقسیمِ آبادی پر آب و ہوا کے اثرات کو بیان کیجیے۔

(ii) ہندوستان کی کن ریاستوں میں آبادی کا بڑا حصہ دیہی ہے۔ اتنی بڑی دیہی آبادی کی کوئی ایک وجہ لکھیے۔

(iii) ہندوستان کی کچھ ریاستوں میں دوسری ریاستوں کے مقابل شرح شرکت کامگار زیادہ کیوں ہے؟

(iv) زراعتی شعبہ میں ہندوستانی کام گاروں کی سب سے زیادہ حصہ داری ہے۔ وضاحت کیجیے۔

-3 مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تقریباً 150 الفاظ میں لکھیے۔

(i) علاقائی تقسیم کے لحاظ سے ہندوستان کی آبادی کی کثافت سے متعلق بحث کیجیے۔

(ii) ہندوستان کی آبادی کی پیشہ ورانہ تشکیل کا جائزہ لیجیے۔

© NCERT not to be republished